مجالس فقیر

اوّل

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

تفصیلات

نام کتاب	:	مجالس فقیر
جلد	:	اول
ازافادات	:	حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ
مرتب	:	حضرت مولانا پروفیسر محمد اسلم نقشبندی
تعداد صفحات	:	۲۸۸
طباعت	:	یاسر ندیم آفسیٹ پریس دیوبند
باہتمام	:	واصف حسین مالک دارالکتاب
ناشر	:	دارالکتاب دیوبند
قیمت	:	

یک زمانہ صحبتے با اولیا

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

فہرست

مجالس نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	عرض ناشر	7
	عرض مرتب	9
1	بچوں کی تربیت	13
2	عزت کیسے ملتی ہے؟	17
3	خوشگوار ازدواجی زندگی	22
4	ایمان اور شیطان	32
5	آداب شیخ	35
6	دین کا کام	39
7	آخرت کی تیاری	41
8	محبت شیخ	45
9	معمولات کی تاکید	52
10	انتہائی اہم ملفوظات	58
11	محبت الٰہی	60
12	اپنے آپ کو مٹانا	63
13	روح کی بیماریاں اوران کا علاج	67
14	قربانیوں کی برکات	78
15	طلب کی برکات	87
16	اچھی نیت	91
17	تکبر کی نحوستیں	94

فہرست

مجالس نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
18	دین اور مصائب	102
19	کامیاب انسان اور ناکام انسان	105
20	زندگی اور انقلاب	108
21	آزاد ریاستوں کے حالات	112
22	دل کن چیزوں سے متاثر ہوتا ہے	115
23	حضرت جی کے تجربات زندگی	120
24	آب زمزم برکات	122
25	محبت اور عقیدت کا فرق	128
26	نعتیں	137
27	سپردگی	151
28	تمنائیں	156
29	اولیاء اللہ کی دعائیں	159
30	زیارت رسول ﷺ کا طریقہ	163
31	کتابوں کی قبولیت	165
32	اچھی صحبت کی برکات	168
33	شریعت کا نفاذ کیسے ہو؟	178
34	اولیاء اللہ کی خدمت	187
35	اللہ کی خفیہ تدبیریں	193

فہرست

مجالس نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
36	دل کا علاج	200
37	ساؤتھ افریقہ کے حالات	205
38	متفرق مسائل	211
39	مضر اور نقصان دہ چیزیں	213
40	سچے اور جھوٹے پیر کی علامات	216
41	متفرق واقعات	219
42	ہر کام میں سنت کا اہتمام	222
43	اہمیت آداب	225
44	گناہوں سے بچنا	229
45	روحانیت کیا ہے؟	243
46	رونا دھونا	249
47	مجاذیب کی پراسرار دنیا	252
48	معاشرتی اصلاح	256
49	محبت الٰہی بڑھانے کے طریقے	264
50	سالک کیلئے انتہائی ضروری باتیں	267
51	آخرت کی فکر	269
52	ادب کی اہمیت	277
53	لطائف کی حقیقت	282

عرض ناشر

ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"میرا بندہ نوافل سے میرے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ میں اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ میں اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ کام کرتا ہے۔ میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے"

اس حدیث مبارکہ کے مطابق جو مقربین بارگاہ الٰہی ہوتے ہیں ان کا بولنا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ وہ جب وعظ ونصیحت فرماتے ہیں تو عرفان الٰہی کا نشہ ان کے کلام کو "معارف" بنا دیتا ہے۔ وہ لوگوں کے حسب حال گفتگو فرماتے ہیں۔ یہ بھی ان کی زبان کی کرامت ہوتی ہے کہ ان کی سادہ باتیں بھی سننے والوں کے دلوں کو موم کرتی چلی جاتی ہیں۔ وہی باتیں جنہیں عام اصلاحی کتابوں میں بھی پڑھ اور سن لیتے ہیں لیکن اتنا متاثر نہیں کرتیں، جب ان کی زبان فیض ترجمان سے نکلتی ہیں تو دل کی دنیا میں انقلاب بپا کر دیتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت مولانا پروفیسر محمد اسلم نقشبندی صاحب مدظلہ کو کہ انہوں نے ہمارے شیخ، ولی کامل حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

دامت برکاتہم العالی کی زبان شیریں کلام سے مختلف مجالس میں نکلے ہوئے الفاظ کو صفحہ قرطاس پر منتقل کرنے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ یوں حضرت دامت برکاتہم کے علم وحکمت سے بھرپور ملفوظات مبارکہ کا ایسا نادر ذخیرہ میسر آرہا ہے کہ جس کو پڑھتے ہی بندہ اپنے آپ کو گویا حضرت کی محفل میں پاتا ہے۔ اور قاری ان کے فیضان نسبت کے زیر اثر اپنے ان گم گشتہ ارادوں کو از سر نو تازہ کرنا شروع کر دیتا ہے جن کو اس نے کسی وقت ان کی محفل میں بیٹھ کر، ان کی باتیں سن کر توبہ اور عمل کی نیت سے باندھا تھا۔

بنا کر حلقۂ یاراں ان کی محفل میں
ہم اپنے درد دل کی دوا لیتے ہیں

حضرت کی باتیں سبحان اللہ، ایسے موقع پر ہوتی ہیں، ایسے انداز میں ہوتی ہیں اور اتنے خلوص دل سے ہوتی ہیں۔ کہ سننے والے کو تڑپا کر رکھ دیتی ہیں اور ہر سامع بے اختیار اپنے طرز زندگی اور اخلاق کو شریعت وسنت کے ترازو میں تولنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

چونکہ یہ ملفوظات متوسلین وسالکین کے ساتھ ساتھ عوام الناس کے لئے بھی یکساں مفید ہیں۔ اس لئے ادارے نے پروفیسر صاحب کی اس کاوش کو استفادہ عام کے لئے شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ جل شانہ اشاعت کے اس کام کو قبول فرما کر آخرت میں ہماری نجات کا ذریعہ بنائے۔

(آمین ثم آمین)

ڈاکٹر شاہد محمود نقشبندی

خادم مکتبۃ الفقیر

عرض مرتب

یہ بندۂ ناچیز پرتقصیر 1991ء میں حضرت جی دامت برکاتہم سے بیعت ہوا اور اسی دن سے حضرت جی کے ملفوظات قلم بند کرنے شروع کر دیئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مجھے حضرت جی کی باتیں بہت متاثر کرتی تھیں۔ اس عاجز نے سوچا کہ یہ باتیں تو ہوا میں بکھرتی جائیں گی ان کو اپنے فائدے کے لئے محفوظ رکھنا چاہئے۔ بقول حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے کہ علم کو لکھ کر قید کر لو۔ الحمدللہ اس وقت سے اب تک حضرت شیخ کی مجالس کو لکھتا رہا ہوں اور آئندہ کے لئے بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ لکھنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

ہمارے اسلامی ادب کی یہ روایات چلی آرہی ہیں کہ ہمیشہ مریدین اپنے بزرگوں کے ملفوظات کو جمع کرتے رہے ہیں۔ بزرگانِ دین کے ملفوظات میں بڑی تاثیر ہوتی ہے کیونکہ بزرگوں کی باتیں دل سے نکلی ہوئی ہوتی ہیں۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ والوں کے الفاظ میں اتنی تاثیر کیوں ہوتی ہے؟ اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں سرشار ہوتے ہیں اور پھر

ایسے خلوص اور اصلاح کی نیت سے نکلے ہوئے کلمات میں اللہ تعالیٰ بلا کی تاثیر پیدا کر دیتے ہیں۔ اللہ والوں کی باتیں اس لئے بھی پر تاثیر ہوتی ہیں کہ وہ درد وسوز سے بات کرتے ہیں۔

سخن میں سوز الٰہی کہاں سے آتا ہے
یہ چیز وہ ہے کہ پتھر کو بھی گداز کرے

الحمد للہ ہم نے 24 صفحات پر مشتمل ایک قسط ملفوظات کی چھپوائی تھی جسے لوگوں نے بہت پسند کیا حتیٰ کہ اس کے ختم ہونے پر بھی لوگوں نے بار بار تقاضا کیا۔ یہی ملفوظات ہم نے امریکی پیر بھائیوں کے لئے امریکہ بھیجے تھے جو کہ وہاں بہت پسند کیے گئے۔ ہماری ایک قریبی بچی عالمہ ہے اس نے کہا کہ ملفوظات بہت اہم ہیں اور میں ان کو کوئی پچیس دفعہ پڑھ چکی ہوں۔ کسی کی رائے تھی کہ ان کے پڑھنے سے سیری نہیں ہوتی، کسی نے کہا کہ بہت دلچسپ ہیں اور بھی بہت سے دوستوں کی آراء ہیں، صفحات کی کمی کی وجہ سے وہ نہیں لکھی جا رہیں۔ قارئین کرام سے گزارش ہے اگر باعمل زندگی گزارنا چاہتے ہیں تو ملفوظات کا بار بار مطالعہ کیجئے۔ اس عاجز کا ذاتی تجربہ ہے کہ اس سے عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، انسان کی اصلاح ہوتی ہے، دین کے علم میں اضافہ ہوتا ہے، اللہ والوں سے محبت پیدا ہوتی ہے، حضورﷺ سے عشق پیدا ہوتا ہے اور آخر کار اللہ تعالیٰ کی محبت قلب و قالب میں سرایت کر جاتی ہے۔

حضرت جی دامت برکاتہم حیات حبیب کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ آج کے پرفتن اور پر آشوب دور میں ہر فرد کسی نہ کسی درجہ میں باطنی امراض میں گرفتار ہے۔ بنابریں دینی ذوق شوق میں نقصان کے باعث اہل اللہ کے

حالات زندگی پڑھنے کے لئے عدیم الفرصتی کا بہانہ بھی عام ہے۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ سے پوچھا گیا کہ فتنے اور ظلمت کے دور میں ایمان کی حفاظت کے لئے کونسا نسخہ اکسیر ہے؟ حضرتؒ نے فرمایا، اولیاء اللہ کے احوال واقوال پڑھتے رہنا۔ یہ اللہ کے لشکروں میں سے لشکر ہیں۔ ہر دور اور ہر زمانے میں پڑھنے والوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ **وما یعلم جنود ربک الا ھو** (اور نہیں جانتا تیرے رب کے لشکروں کو مگر تیرا رب) لوگوں نے حضرت ابو علی دقاقؒ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اولیاء اللہ کے حالات سننے کے بعد ان پر عمل پیرا نہ ہو تو کیا صرف حالات سن لینے سے اس کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس میں بھی دو فائدے ہیں۔ اول فائدہ تو یہ ہے کہ کسی بندے میں اگر حقیقی طلب ہوگی تو اس کی طلب و ہمت میں مزید اضافہ ہو جائے گا اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ مغرور بندے کے غرور میں کمی پیدا ہوگی اور اگر وہ بد باطن نہیں ہے تو بذات خود اولیا کرام کے حالات کا مطالعہ کرے گا۔

حضرت امام ابو یوسفؒ سے سوال کیا گیا کہ جس وقت دنیا میں اولیائے کرام کا وجود نہیں ہوگا اس وقت ہمیں کیا کرنا چاہئے جس کے ذریعے سے ہم لغویات و فضولیات سے دور رہ سکیں؟ آپ نے جواب دیا کہ اولیائے کرام کے حالات کا ایک جزو روزانہ پڑھ لیا کرنا۔ ان فوائد کے پیش نظر یہ ملفوظات ''مجالس فقیر'' کے نام سے جمع کئے گئے ہیں تا کہ قارئین کے لئے شمع ہدایت ثابت ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ ان ملفوظات کو آخرت میں ہماری بخشش کا ذریعہ بنائے اور ہمارے حضرت جی دامت برکاتہم کو اعلیٰ سے اعلیٰ مدارج عطا فرمائے۔ آمین

آخر پر التماس ہے کہ تمام قارئین کرام جو حضرت جی سے باتیں سنتے رہے ہیں وہ ان کے پاس امانت ہیں۔ انہیں لکھ کر اس عاجز کے پاس بھیج دیں انشاء اللہ کسی مناسب موقع پر شائع کر دی جائیں گی۔ تمام معاونین کا جنہوں نے جس طرح بھی اس کتاب کی تیاری میں حصہ لیا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے پاس سے خاص فضل و کرم عطا فرمائے۔ قارئین کرام اگر کہیں فروگزاشت دیکھیں تو مطلع فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے راقم الحروف جیسے کمزور انسان کو حضرت جی دامت برکاتہم کے ملفوظات جمع کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اب اللہ تعالیٰ ہی سے عاجزانہ التجا ہے کہ وہ راقم الحروف کو صحیح طریقے سے شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس عاجز کی زندگی تو سراسر شرمندگی ہے ہاں وہ لمحات جو راقم الحروف نے اپنے شیخ کی صحبت میں گزارے ہیں وہ حقیقی زندگی ہے۔

عاجز و ناچیز پروفیسر محمد اسلم نقشبندی مجددی
محبوب سٹریٹ، ڈھوک مستقیم روڈ
پیرودھائی موڑ، پشاور روڈ، راولپنڈی

مجلس 1

بچوں کی تربیت

(نوٹ) حضرت جی دامت برکاتہم کی مجلس میں زندگی کے بے شمار شعبوں سے متعلق ہدایات سنیں جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ آج کی مجلس میں ایک بڑے گمبھیر مسئلے پر روشنی ڈالی، مختصر الفاظ میں بچوں کی تربیت سے متعلق گراں قدر ارشادات فرمائے۔ یہ بڑی عجیب وغریب مجلس تھی گویا انوارات کی بارش ہو رہی تھی۔ الحمد للہ رب العالمین۔

اہم نکتہ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ، بچوں کی تربیت کے سلسلے میں یہ نکتہ ہمیشہ مدنظر رکھیں کہ فوراً کسی معمولی غلطی کرنے پر بچوں پر ہاتھ نہ اٹھائیں بلکہ آنکھ کا رعب رکھنا چاہئے۔ دس سال کے بعد بچے کو مار نہیں دینی چاہئے بلکہ رعب رہنا چاہئے۔ اگر مار دیا تو رعب ہی ختم ہو جائے گا اور اندر سے وہ آپ کا دشمن بن جائے گا اور آپ سے نفرت کرنے لگ جائے گا۔ آپ بوڑھے ہو جاؤ گے وہ جوان ہو جائے گا۔ پھر کیا کرو گے؟ اولاد کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرو جیسے خود توقع رکھتے ہو۔ ایسا ہی برتاؤ استاد کو

شاگردوں کے ساتھ کرنا چاہیے جیسا خود برداشت کرنے کا حوصلہ ہو۔

سبق آموز واقعہ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ایک لڑکے کا سبق آموز واقعہ سناتے ہوئے ارشاد فرمایا، برطانیہ سے ایک لڑکا اسلام آباد میں کسی مدرسے میں قرآن مجید پڑھنے لگ گیا۔ کسی قاری صاحب نے اسے ڈنڈے لگائے وہ باغی ہوگیا اور مسجد کے باہر انگریزی میں یہ لکھ کر چلا گیا

I hate Qari (میں قاری سے نفرت کرتا ہوں)

I hate Paskistan (میں پاکستان سے نفرت کرتا ہوں)

I hate Islam (میں اسلام سے نفرت کرتا ہوں)

بہت سے قاری Untrained (ناتجربہ کار) ہوتے ہیں انہیں بچوں کو Motivate (مائل) کرنا نہیں آتا۔ جوانسان ڈنڈا اٹھاتا ہے وہ یہ ظاہر کررہا ہوتا ہے کہ میں زبان سے نہیں سمجھا سکتا، میں نے شکست کھائی ہے۔ فوراً مارنے کے بجائے روزانہ 15 منٹ سمجھانے پر لگا دیں تو بچے شوق سے سبق یاد کرلیں گے۔ غلطی کرنے پر فوراً ڈنڈا نہیں مارنا چاہیے بلکہ بعض غلطیوں سے تو صرف نظر کرنی چاہیے۔ اگر بہت سخت غلطی کی ہے تو پھر تھوڑی سی سرزنش کردی جائے تاکہ وہ بچہ آئندہ سے محتاط رہے۔ کیا اصلاح کا طریقہ یہی ہے کہ ڈنڈے لگاتے جائیں؟ یہ اصلاح کا صحیح طریقہ نہیں ہے؟ اس سے بچہ استاد سے نفرت کرنے لگتا ہے۔ بعض قاری حضرات تو بچوں کو ایسے مارتے ہیں جیسے کوئی انتقام لے رہے ہوں۔ فقیر ایسے ناسمجھ قاری حضرات کو مشورہ دیا کرتا ہے کہ ڈنڈے مارنے سے کیا بنتا ہے ان کو اپنے پاس پستول رکھنا چاہیے کہ جس بچے

سے غلطی ہولے سے فوراً گولی مار دیا کریں۔

عجیب واقعہ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے یورپ کا ایک عجیب واقعہ سناتے ہوئے فرمایا کہ یورپ میں بچوں کو بالکل سزا نہیں دیتے۔ حتیٰ کہ اگر باپ بھی تھپڑ مارے اور بیٹا پولیس کو فون کر دے تو بچے کو نہایت آرام کے ساتھ ایمبولینس میں لٹا کر لے جاتے ہیں اور پولیس اس کے باپ کو ہتھکڑی لگا کر لے جاتی ہے۔ فرمایا کہ، ادھر ایشیا میں ضرورت سے زیادہ سختی ہے اور یورپ میں ضرورت سے زیادہ نرمی ہے حالانکہ اعتدال میں رہنا چاہئے اور بچوں پر آنکھ کا رعب ہونا چاہئے۔ حدیث پاک میں آیا ہے تمام کاموں میں بہترین کام اوسط درجے کے کام ہیں۔

ایک عورت کا شکریہ سکھانے کا واقعہ:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ آج گھروں میں ایک دوسرے کا شکریہ ادا کرنے کی تعلیم ہی نہیں ہے۔ بھائی بھائی کے لئے، باپ اولاد کے لئے خواہ جتنی مرضی قربانی دے دیں لیکن ایک دوسرے کا شکریہ ادا نہیں کریں گے کیونکہ بچپن سے شکریہ کی تعلیم ہی نہیں دی جاتی۔ پھر اس ضمن میں ایک واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ ہوائی جہاز میں جا رہے تھے، کوئی یورپین عورت تھی وہ اپنے بچے کو چمچ کے ذریعے چاول کھلا رہی تھی۔ وہ ہر چمچ کھلانے کے بعد بچے سے کہتی کہ Say thankyou وہ بچہ اپنی زبان سے شکریہ کے الفاظ ادا کرتا تب وہ اسے دوسرا چمچ دیتی۔ اس طرح تعلیم و تربیت سے تو شکریہ اس کی گھٹی میں پڑ جائے گا۔ کیا وہ بچہ بڑا ہو کر شکریہ ادا نہیں کرے گا؟ حالانکہ شکریہ کی

تعلیم تو ہمیں شروع سے ہی دی گئی ہے قرآن اور حدیث اس پر گواہ ہیں ، قرآن کی ابتداء شکریہ کے الفاظ سے ہو رہی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور جنت کی انتہا پر بھی شکریہ کے الفاظ ہیں ۔ جنتی جب اللہ تعالی کی اتنی زیادہ نعمتیں دیکھیں گے تو بے اختیار یہ کہیں گے وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔ اللہ تو پھر اللہ ہے ہمیں تو انسانوں کے شکریہ کی بھی ترغیب دی گئی ہے۔ حدیث پاک میں ہے مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرُ اللّٰهَ (جو انسانوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا)

بچے ہمیشہ والدین کی نقل کرتے ہیں:

ارشاد فرمایا، بچوں کی تربیت کے ضمن میں یہ بات مد نظر رکھنی چاہیے کہ بچے ہمیشہ والدین کی نقل کرتے ہیں، اپنے سے بڑے بچوں کی Copy کرتے ہیں اور والدین سے سب سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور بچپن میں ان کی پیروی کرتے ہیں

Children always copy their parents

واقعہ:

منگلا ڈیم میں ایک انجینئر صاحب رہتے تھے۔ جب فون آتا تو وہ فون پر جواب دیتے ہوئے کہتے **Chief Engineer Mangla speaking** ایک دن یہ انجینئر صاحب اپنے کسی کام میں مصروف تھے ان کے چھوٹے بچے نے فون اٹھایا اور توتلی زبان میں والد کی نقل کرتے ہوئے کہنے لگا

Chief Engineer Mangla speaking

مجلس 2

عزت کیسے ملتی ہے

بمقام راولپنڈی یونس مسجد 27\4\92 کو مندرجہ ذیل ملفوظات ارشاد فرمائے۔

دو طرح کی عزت:

ارشاد فرمایا، عزت دو طرح سے ملتی ہے ایک تقویٰ سے دوسری دولت سے۔ دولت سے ملنے والی عزت دولت کی ہی طرح ناپائیدار ہوتی ہے۔

جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

جس کے پاس مال زیادہ ہو تو ہم اسے بخت والا کہتے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے مثلاً قارون کے خزانوں کی کنجیاں ایک طاقتور جتھہ اٹھایا کرتا تھا لیکن موت کے وقت کیا حال ہوا؟ کیا قارون عزت والا تھا؟ نہیں۔

ناپائیدار عزت:

ارشاد فرمایا، ایک عزت کرسی، مال، پیسے وغیرہ سے ملتی ہے۔ جس طرح یہ دونوں ناپائیدار ہیں اسی طرح ان سے ملنے والی عزت بھی ناپائیدار ہے۔

ایک عزت تقویٰ اور نیکی سے ملتی ہے۔ نیکی اور تقویٰ کا نور چہرے سے ظاہر ہوتا ہے۔ بھلے انسان تنہائیوں میں عبادت کرلے تو عبادت چہرے پر حلاوت بنا کر سجا دی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے محبت:

ارشاد فرمایا، جو اللہ تعالیٰ سے جتنی زیادہ محبت کرے گا مخلوق بھی اتنی ہی زیادہ اس سے محبت کرے گی۔ جس طرح دو اور دو چار ہیں میں اس سے بھی زیادہ یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ جو جتنی زیادہ اللہ سے محبت کرے گا مخلوق بھی اتنی ہی زیادہ اس سے محبت کرے گی کیونکہ

نہ تاج و تخت میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

تین باتیں:

بزرگوں نے تین باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔

(1) جو آدمی جتنا زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے لوگ اتنے ہی زیادہ اس سے ڈرتے ہیں۔ ڈرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ انسان ہوا بن جاتا ہے بلکہ اس کا رعب ہوتا ہے۔

(2) ارشاد فرمایا، جو آدمی اللہ تعالیٰ سے جتنی زیادہ محبت کرے گا لوگ اس سے اتنی ہی زیادہ محبت کریں گے۔ یہ محبت عجیب چیز ہے وقت کا بادشاہ ہارون الرشید محل میں بیٹھا ہے، امام ابو یوسفؒ تشریف لا رہے ہیں۔ ہر طالب علم چاہتا ہے کہ امام صاحب کے جوتے اٹھائے۔ دو طلبا کا ایک ہی وقت میں ہاتھ پڑا، انہوں نے رومال میں جوتے ڈال دیے اور ایک نے رومال کو

ایک طرف سے اور دوسرے نے دوسری طرف سے پکڑ لیا۔ یوں انہوں نے استاد کے جوتے اٹھالئے۔ ہارون الرشید نے ٹھنڈی سانس بھری اور کہا، بھلا بادشاہ کے جوتے اٹھانے پر بھی کوئی جھگڑتا ہے۔ پس جو جس قدر اللہ سے محبت کرے گا مخلوق اتنی ہی اس سے محبت کرے گی۔

(3) جو جتنی زیادہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گا اللہ کی مخلوق اتنی ہی زیادہ اس کی خدمت کرے گی اور موت کے بعد بھی لوگ اس کا ذکر خیر کرتے رہیں گے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں وفات پا گئے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ پڑھایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پنجوں کے بل چلتے ہیں۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے پوچھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو کبھی ایسے چلتے نہیں دیکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں، ان کے جنازے کے لئے اتنے فرشتے آئے کہ تل دھرنے کو جگہ نہیں ملتی تھی۔

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

اہل اللہ کی حکومت:

ارشاد فرمایا، اہل اللہ کی موت پر وہ جگہیں روتی ہیں جہاں بیٹھ کر وہ عبادت کرتا تھا۔ حدیث کے یہ الفاظ پڑھ کے لطف آجاتا ہے۔ یہ میرا بندہ دنیا سے تھکا ماندہ آیا ہے اسے کہو کہ قبر میں دلہن کی نیند سو جائے۔ یہ عزت تقویٰ کی وجہ سے ملتی ہے۔ بادشاہ جسموں پر حکومت کرتے ہیں اور اہل اللہ کی دلوں پر حکومت ہوتی ہے۔

کیا بات ہے کہ صاحب دل کی نگاہ میں
جچتی نہیں ہے سلطنت روم و شام و رے

زمین کا جغرافیہ:

ارشاد فرمایا، ایک عزت نیکی اور تقویٰ کی وجہ سے ملتی ہے۔ تقویٰ والوں کے ہاتھ اٹھتے ہیں تو زمین کا جغرافیہ بدل جایا کرتا ہے۔

کوئی اندازہ کرسکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہے تقدیریں

مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ

(جو اللہ کا ہو جاتا ہے پس اللہ اس کا ہو جاتا ہے)

بچوں کا کھیل:

ارشاد فرمایا، جب یہ ظاہری آنکھ بند ہوتی ہے تو پھر اندر کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ پھر انسان کہے گا ایک چانس دے دو۔ یہ کوئی بچوں کا کھیل ہے کہ دوبارہ موقعہ ملے گا۔ یاد رکھیں! جس کے پاس جتنا زیادہ مال ہے وہ اتنا ہی زیادہ پریشان ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں یہ امیر لوگ آرام سے سوتے ہیں۔ نہیں آرام واطمینان فقط انہیں ہوتا ہے جن کی لو اللہ تعالیٰ سے لگی ہوتی ہے۔

نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

چین وسکون:

حضرت ابراہیم ادھمؒ نے فرمایا کہ ہمارے دلوں میں جو چین وسکون ہوتا ہے اگر بادشاہوں کو پتہ چل جائے تو وہ ہم پر فوجیں لے کر چڑھائی کر دیں۔ ...سر سے پاؤں تک اللہ کے حکموں کے پابند ہیں وہ چین وسکون میں ہوتے

ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں تو سروں سے پگڑیاں اچھل جایا کرتی ہیں، آدمی بیٹھے بٹھائے گھر میں ذلیل ہو جایا کرتے ہیں۔

یہ خزاں کی فصل کیا ہے فقط ان کی چشم پوشی
وہ اگر نگاہ کر دیں تو ابھی بہار آئے

دائمی عزت:

ارشاد فرمایا، ایک عزت پرہیز گار بننے سے ملتی ہے۔ جیسے پرہیزگاری دائمی ہے اس طرح اس سے ملنے والی عزت بھی دائمی ہے۔ بلکہ متقی تو اللہ کے محبوب ہوتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ

(بے شک اللہ تعالیٰ متقین سے محبت کرتا ہے)

خدا کے نام پہ بک جا، خدا کے نام پہ مٹ جا
یہی ایسی تجارت ہے کہ جس کو بے خطر پایا

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ

(بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کے جان و مال جنت کے بدلے میں خرید لئے ہیں)

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا
تم نے خرید کر ہمیں انمول کر دیا

مجلس 3

خوشگوار ازدواجی زندگی

بر مکان فقیر محمد اسلم نقشبندی مجددی بوقت تہجد پردے کے ساتھ راقم الحروف اور اہلیہ صاحبہ سے خصوصی ملفوظات ارشاد فرمائے۔ جس سے ہماری ازدواجی زندگی میں خوشگوار تبدیلی آئی۔

تھوڑا آرام:

ارشاد فرمایا، انسان اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کا مہمان ہے۔ مومن کی زندگی متحرک ہوتی ہے۔ کام کام اور بس کام، تھوڑا آرام ہو

چلنے والے نکل گئے ہیں
جو ذرا ٹھہرے کچل گئے ہیں

دنیا، قبر، آخرت:

ارشاد فرمایا، دنیا دار الفنا، آخرت دار البقاء ہے، دنیا درالغرور اور آخرت درالسرور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو کام کرنے کے لئے، قبر کو آرام کرنے کے لئے اور آخرت کو عیش کرنے کے لئے بنایا ہے۔ ارشاد فرمایا، ہماری دنیا کمیت کے لحاظ سے مختصر ہے تو کیفیت کے لحاظ سے اتنی ہی اہمیت رکھتی

ہے۔ جیسے کوئی نوکر اپنے مالک کو منانے کے لئے بھاگ بھاگ کر کام کرتا ہے اسی طرح مومن مولائے حقیقی کو راضی کرتا ہے۔ یہ زندگی کی گھڑیاں غنیمت ہیں اس میں مل بیٹھ کر نیکیاں کرلیں۔

غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو
جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

مختصر زندگی:

ارشاد فرمایا، یہ مختصر زندگی عنقریب ختم ہونے والی ہے۔ آدمی عزم صمیم سے قدم اٹھائے حتیٰ کہ منزل پر پہنچ جائے۔ ہمارے سلف صالحین وقت کی اتنی حفاظت کرتے تھے کہ ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرتے تھے۔ ان کا مقصد زندگی اللہ کی رضا بن چکا تھا۔ جس نے خشک روٹی کھائی اس کی بھی رات گزر گئی، جس نے تر روٹی کھائی اس کی بھی رات گزر گئی۔

جو خشک روٹی ملے آزاد رہ کر
وہ خوف و ذلت کے حلوے سے بہتر

اللہ کی رضا:

ارشاد فرمایا، حالات بدلتے رہتے ہیں مومن کامل کی پہچان ہے کہ اللہ کی رضا کے لئے کام کرتا ہے مومن کی زندگی ہر پہلو سے کامل ہوتی ہے۔

ازدواجی زندگی کا مقصد:

ارشاد فرمایا، ازدواجی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ میاں بیوی دونوں نے ایک دوسرے کے ذریعے سے گناہوں سے بچنا ہوتا ہے۔ میاں بیوی کے

درمیان پیار و محبت کا رشتہ ہونا چاہئے اس سے گھر بستے ہیں۔

A house is built by hands but a home is built by hearts

مکان ہاتھوں سے تعمیر ہوتا ہے لیکن گھر دل سے تعمیر ہوتا ہے۔ اینٹیں جب ملتی ہیں تو مکان بن جاتا ہے دل جب ملتے ہیں تو گھر بن جاتا ہے۔

دل کا ملنا:

ارشاد فرمایا، میاں بیوی کا دل ملا ہو تو درخت تلے بیٹھے ہوں، غار میں ہوں، پہاڑ کی کھوہ میں ہوں، مزے سے ہیں۔ لیکن اگر دل نہ ملے ہوں تو محلات بھی اجڑے اجڑے لگتے ہیں۔ ارشاد فرمایا، کسی کا قول ہے حضرت حوا کو آدمؑ کی پسلی سے پیدا کیا گیا، سر سے پیدا نہیں کیا کہ سر پر نہ بٹھائے، پاؤں سے پیدا نہیں کیا کہ پاؤں کے نیچے نہ رکھے بلکہ پسلی سے پیدا کیا کہ دل کے قریب رکھے تاکہ آپس میں محبت ہو۔

اللہ تعالیٰ کی رضا:

ارشاد فرمایا، اسلام نے جو نکاح کا تصور دیا ہے اس کے ذریعے دونوں نے گناہوں سے بچنا ہے۔ لوگ دنیا کے رسم و رواج میں اتنے مگن ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی پرواہ نہیں کرتے۔ ایسے حالات میں بیوی اپنے مفادات کو مد نظر رکھتی ہے، خاوند اپنے مفادات کو دیکھتے ہیں۔ جسم ایک دوسرے کے قریب لیکن دل دور ہوتے ہیں۔ لوگوں کی نظروں میں میاں بیوی ہیں لیکن ایک دوسرے کی شکل دیکھنے کو تیار نہیں۔

خوش نصیب خاوند:

ارشاد فرمایا، یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہوتی ہے کہ کسی بیوی کو اللہ سے ڈرنے والا خاوند مل جائے۔ اسی طرح وہ خاوند خوش نصیب ہے کہ بیوی نیکی میں تعاون کرنے والی ہو۔

آخری پہر کے فیصلے:

ارشاد فرمایا، تہجد کی پابندی کریں، رات کے آخری پہر میں جو فیصلے ہوتے ہیں تو وہ سارے دن کی محنت سے بھی نہیں ہوتے۔ رات کے آخری پہر میں دعائیں بڑی جلدی فاصلے طے کرتی ہیں۔ امام رازیؒ فرماتے تھے اے اللہ! رات اچھی نہیں لگتی مگر تیرے سے راز و نیاز کے ساتھ اور دن اچھا نہیں لگتا مگر تیری یاد کے ساتھ،،

اللہ تعالیٰ کا گھر:

ارشاد فرمایا، لوگ آج چاہتے ہیں کہ ہر گھر میں کمرے کا رنگ علیحدہ ہو، گھر کی ایک ایک چیز کی matching کرتے ہیں۔ گھر کے سجانے کا اتنا اہتمام اور اللہ کے گھر دل کے سجانے کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ وہاں سے شرک و بدعت کی بدبو آرہی ہوتی ہے۔

دل کا پاک کرنا:

ارشاد فرمایا، جب اللہ تعالیٰ دل میں آجاتے ہیں بلکہ دل میں سما جاتے ہیں تو حالت ہی بدل جاتی ہے۔ انسان کو چاہئے کہ اپنے دل کو پاک رکھے۔ اے عظمتوں والے خالق مالک! میرے دل میں سما جا، میری آنکھوں میں آجا۔

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
میں جان گیا بس تیری پہچان یہی ہے

زندگی کا سرور:

ارشاد فرمایا، زندگی کا حقیقی سرور تبھی حاصل ہوتا ہے کہ انسان کا دل غیر سے کٹ جائے اور اللہ تعالیٰ سے جڑ جائے صِبْغَةَ اللّٰهِ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً (اللہ کا رنگ اور اللہ کے رنگ سے بہتر کس کا رنگ)

بھاگ بھاگ کر کام کرنا چاہئے:

ارشاد فرمایا، حیات مستعار ہمیں آخرت کی تیاری کرنے کے لئے دی گئی ہے۔ وقت تھوڑا ہے کام زیادہ ہے اس لئے بھاگ بھاگ کر کام کرنا چاہئے۔

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصہ محشر میں ہے
پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے

اللہ تعالیٰ کی مدد کھینچنے کا مقناطیس:

ارشاد فرمایا، جب انسان کی زندگی ہر پہلو سے سنت کے مطابق ہو تو وہ کامیاب ہے۔ ہر ہر سنت اللہ تعالیٰ کی مدد کھینچنے کا مقناطیس ہے مثلاً ایک ارب روپیہ ایک میز پر اکٹھا کرنا چاہیں تو نہیں ہو گا لیکن اسی ایک ارب روپے کا چیک چھوٹا ہے لیکن حقیقت میں بہت بڑا ہے۔ اسی طرح نبی ﷺ کی سنت بظاہر کتنی چھوٹی نظر آتی ہے لیکن وہ حقیقت میں بہت بڑی ہوتی ہے۔ یقین کریں ایک ایک سنت ایک ایک ارب روپے سے بھی قیمتی ہے۔

شیطان سے بچاؤ کا طریقہ:

ارشاد فرمایا، انسان لباس، گفتار، کردار، اٹھنے، بیٹھنے ہر ہر معاملے میں سنت کی پابندی کرے۔ نبی ﷺ جب گھر میں داخل ہوتے، دعا پڑھتے۔ اگر

دعا پڑھ لے تو شیطان پیچھے رہ جاتا ہے اگر دعا نہ پڑھے تو ساتھ آتا ہے اور پھر دلوں میں نفرت ڈالتا ہے۔ یہ نہیں سوچتے کہ ایک سنت کو پورا نہ کرنے سے شیطان مردود کو گھر میں داخلے کی اجازت مل گئی۔ اسی طرح مرد عورت کپڑے اتارنے سے پہلے دعا پڑھ لیں تو جنات شیاطین اس کے قریب نہیں آتے۔ اگر ہم نہیں پڑھتے تو پھر کیوں کہتے ہیں کہ جنات، آسیب کا اثر ہو گیا ہے؟ عموماً عورتیں روتی پھرتی ہیں یہ نہیں سوچتی کہ ہم اگر سنت پر عمل کر لیتی ہیں تو ایک حصار کے اندر آ جاتیں ہیں۔

کھانے کی مسنون دعا:

ارشاد فرمایا، حدیث پاک میں آیا ہے کہ کھانا کھانے سے پہلے اگر مسنون دعا پڑھ لیں تو شیطان کھانے میں شامل نہیں ہو سکتا۔ یہ دو تین مثالیں اس لئے دی ہیں تاکہ سنتوں کو مدنظر رکھیں۔

میاں بیوی کا ملنا:

ارشاد فرمایا، اگر میاں بیوی ملتے وقت سنت کے آداب کا خیال نہ رکھیں تو بھی شیطان کا اثر ہو جاتا ہے۔ اگر سنت کا اہتمام نہ کیا جائے تو اپنے ہاتھوں سے اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے والی بات ہو جاتی ہے۔

سنت کی برکات:

ارشاد فرمایا، اگر سنت پر عمل نہ ہو تو میاں بیوی میں غلط فہمیاں اور پریشانیاں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ اگر ایک ایک سنت پر عمل ہو تو دیکھیں کتنی پیار و محبت ہوگی۔

ناخن پالش:

ارشاد فرمایا، آج عورتوں کو فرائض و واجبات تک کا علم نہیں ہے اور پوچھنا بھی اپنی شان کے خلاف سمجھتی ہیں (مثلاً) ناخن پالش لگائی جس کی وجہ سے طہارت حاصل نہیں ہوتی۔ اسی طرح کھانا پکایا، اسی طرح کھلایا، ناپاک ہی نماز پڑھ لی، ناپاک ہی قرآن پڑھا اس دوران بھی اس پر لعنت ہو رہی ہوتی ہے اگر کسی کے ناخن پالش لگی ہو۔ ناپاک ہی چلتی پھرتی ہیں۔ اس ایک چھوٹی غلطی کی وجہ سے بڑی بڑی غلطیوں اور گناہوں کی مرتکب ہو گئیں۔

ذریعہ خلوص:

ارشاد فرمایا، عورتوں میں آج دین کا علم حاصل کرنے کا شوق نہیں۔ کہتی ہیں آگے دیکھا جائے گا۔ لیکن نیک بیویاں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر علم حاصل کرتی ہیں۔ دین کا علم تو خاوند سے بھی حاصل کر سکتی ہیں لیکن خلوص پیر و مرشد سے بیعت کے ذریعے سیکھا جاتا ہے۔

شیخ کی محبت:

ارشاد فرمایا، آج اول تو صحیح رہبر ملنا مشکل ہے اور اگر مل بھی جائے تو فائدہ اٹھانا مشکل ہے۔ اول تو عورتیں بیعت ہی نہیں کرتیں، اگر کر بھی لیں تو رابطہ کی کمی کی وجہ سے اکتساب فیض نہیں ہوتا۔ یہ دینی تعلق اس قدر کمزور کہ اگر کسی کو سمجھائیں کہ شیخ کی محبت فیض کے لئے ضروری ہے، فیض اس محبت سے ہی آتا ہے تو بات ہی ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔ اول تو سوال ہی نہیں پوچھتیں حالانکہ ان کے دل میں بھی سوال اور شکوک و شبہات ہوتے ہیں۔ مردوں کو تو

مواقع ملتے ہیں لیکن انہیں بہت کم مواقع ملتے ہیں۔ عورتوں کو چاہئے کہ اپنے محرم مردوں کی وساطت سے شیخ کے ساتھ رابطہ رکھیں۔

رابطہ شیخ:

ارشاد فرمایا، اگر ذکر و مراقبہ کر بھی لیا جائے تو رابطہ شیخ میں کمزوری کی وجہ سے فیض میں کمی رہتی ہے، محبت میں کمی کی وجہ سے فیض میں کمی رہتی ہے۔ ایک حضور ﷺ سے محبت ہے لیکن انداز جدا ہے۔ حضور ﷺ پر جان قربان کرنے کو تیار ہیں، ماں باپ سے محبت کا انداز جدا ہے، بھائی، بہن سے محبت کا انداز جدا ہے، خاوند کی بھی محبت ہے مگر انداز بالکل مختلف ہوتا ہے۔ اسی طرح جب شیخ کی محبت وغیرہ کا ذکر ہو تو وہی باپ والی پاکیزہ محبت و شفقت سمجھی جائے گی۔

سب کے اجر کی حقدار:

ارشاد فرمایا پہلے تو عورتوں کو مواقع میسر نہیں اگر مواقع میسر بھی ہوں تو فیض اٹھانے کے طریقے نہیں جانتیں۔ جیسے خاوند کے لئے دل صاف کرنا ضروری ہے اسی طرح بیوی کے لئے بھی دل کو صاف کرنا ضروری ہے۔ مرد حضرات کو کتنے مواقع ہیں عورتیں اس سے محروم ہیں۔ سلف صالحین میں اس کی مثالیں ملتی ہیں کہ عورتوں کے لئے علیحدہ باپردہ محفل کا وقت ہوتا تھا۔ ایسی محفلیں منعقد ہونی چاہئیں، ہو سکتا ہے کہ کوئی بھٹکی ہوئی عورت توبہ کر لے، نماز کی سستی کو دور کر لے۔ جو خاتون اس کام کی محرکہ بنے گی تو یقیناً وہ سب کے اجر کی حقدار بنے گی۔ بعض شہروں میں عورتیں اتنے شوق سے پروگرام رکھواتی

ہیں، اتنا اہتمام کرتی ہیں کہ حیرانی ہوتی ہے، دیکھیں کتنی بڑی نیکیاں کماتی ہیں۔

تیار کرنا:

ارشاد فرمایا، آخرت میں ایک شخص ہوگا دیکھے گا کہ کتنے ہی ہزار حجوں، نمازوں کا ثواب میرے نامہ اعمال میں لکھا ہوا ہے۔ وہ کہے گا میں نے تو اتنے حج نہیں کیے یہاں کئی ہزار حج، نمازیں پڑھنے کا ثواب ہے۔ کہا جائے گا، تو نے تو ایک ہی حج کیا تھا لیکن تو دوسروں کو تیار کیا کرتا تھا۔ اس لئے جتنے لوگوں نے حج کیا تیرے نامہ اعمال میں لکھ دیا گیا۔ اسی طرح ہزاروں نمازیں ہیں کہ تو دوسروں کو نماز کے لئے تیار کرتا تھا اور تیرے نامہ اعمال میں ان نمازوں کا بھی ثواب لکھ دیا گیا۔

دین کا کام:

ارشاد فرمایا، بعض جگہ ایسی خواتین بھی ہیں کہ جنہیں جیسے ہی وقت ملتا ہے۔ عورتوں سے دین کی بات کرتی ہیں گویا کہ دین ان کا اوڑھنا بچھونا بن چکا ہوتا ہے۔ پروگرام کراتی ہیں۔ ہم نے تو پانی دینا ہوتا ہے اور فصل کاٹنی ہوتی ہے۔

اٹھ باندھ کمر کیا ڈرتا ہے
پھر دیکھ خدا کیا کرتا ہے

اشاعت دین:

ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ کی مدد سے امید ہے کہ اگر ہم اشاعت دین کے لئے کوشش کریں تو وہ فضل فرمائے۔ اس سے آخرت تو بنتی ہی ہے کم از کم

فائدہ یہ ہے کہ میاں بیوی کے درمیان محبت ہو جاتی ہے۔ یہ نقشہ ہے جو اجتماعی اور انفرادی زندگی کے لئے پیش کیا گیا ہے۔

دین کی محبت:

ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی خدمت کے لئے قبول کرے، دین کی خدمت والے کے سر پر سعادت کے تاج رکھے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نیکی کی توفیق بخشے تاکہ کل ہم قیامت کے دن سرخرو ہوں۔

ذکر فکر والا ماحول بنایئے:

فقیر نے آخر پر عرض کیا کہ میری اہلیہ صاحبہ ایم اے اسلامیات کر رہی ہیں۔ حضرت والا نے فرمایا اچھی بات ہے ہمیں اس سے زیادہ دلچسپی نہیں ہے بلکہ ہمیں اس سے غرض ہے کہ ذکر و فکر والا ماحول بنائے۔

مجلس 4

ایمان اور شیطان

ایمان کی اہمیت:

حضرت جی دامت برکاتہم کے سائے کو اللہ تعالیٰ تادیر ہمارے اوپر سلامت رکھے اور ہمیشہ آپ کا ذکر بھلائی کے ساتھ ہوتا رہے۔ آج ایمان کی اہمیت اور فضیلت کے متعلق ارشاد فرمایا ''مزہ تو جب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بن دیکھے مانے ورنہ دیکھ کر تو سبھی مان جائیں گے۔ جن تعلیمات کو حضور ﷺ لائے انہیں بن دیکھے ماننے یہی ایمان ہے۔ جو دیکھنا چاہے وہ تو مشاہدہ کرنا چاہتا ہے، مشاہدہ کر کے اور دیکھ کر مانے ہوئے کو اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرمائیں گے۔ مثلاً کئی چیزیں اس کائنات میں ہیں جنہیں ہم بغیر دیکھے ہوئے مانتے ہیں مثلاً کشش ثقل جو زمین میں ہے جس سے زمین چیزوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے اسے بن دیکھے مانتے ہیں، اللہ تعالیٰ جو اس کشش ثقل کا خالق ہے اسے بن دیکھے کیوں نہیں یقین کر لیتے۔

سب سے قیمتی متاع:

ارشاد فرمایا، ایمان ہماری سب سے قیمتی متاع ہے، شیطان آخری وقت تک اس کو چھیننے کی کوشش کرتا ہے۔ موت کے وقت شیطان ایڑی چوٹی کا

زور لگاتا ہے، کبھی ماں باپ، کبھی دوستوں کی شکل میں آ کر کہتا ہے کہ ایمان کو چھوڑ دو، بغیر دیکھے ہوئے رب کو کیسے مانتے ہو؟ اس وقت اس ملعون کو جواب دیں کہ میں بہت سی چیزوں کو بغیر دیکھے ہوئے مانتا ہوں تو اس ساری کائنات کے خالق کو بغیر دیکھے ہوئے کیوں نہ مانوں۔ دو آدمی اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑ رہے تھے۔ ایک کہہ رہا تھا کہ، اللہ کو دیکھوں گا تو مانوں گا۔ دوسرے نے کہا کہ، تو پاگل ہے۔ پہلے مجھے اپنی عقل نکال کر دکھا پھر تجھے مانوں گا۔ غور سے سنو اللہ تعالیٰ کو صرف دل سے محسوس کیا جا سکتا ہے ظاہری آنکھوں سے دیکھا نہیں جا سکتا۔

انکشاف راز ہستی عقل کی حد میں نہیں
فلسفی یاں کیا کرے اور سارا عالم کیا کرے

خاتمہ بالخیر:

ارشاد فرمایا، کہ جس کے نامہ اعمال کی فائلیں کھول دی گئیں وہ نہیں بچ سکے گا۔ بس ایمان بچا کر لے گئے تو کامیاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے سب کے ایمان کی حفاظت فرمائے اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔ موت کے وقت کوئی متقی پرہیزگار بزرگ قریب ہو تو خاتمہ بالخیر کی قوی توقع ہے۔ اللہ تعالیٰ سے خاتمہ بالخیر کی دعائیں مانگتے رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہی شیطان مردود کی مکاریوں سے بچائے۔ خاتمہ بالخیر تمام اولیا کی سب سے بڑی آرزو ہوتی ہے۔

سنت کی اہمیت:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا، کتنے لوگ قیامت کے دن

ہوں گے کہ نبی ﷺ کی شکل وصورت بنانے کی وجہ سے معاف کر دیئے جائیں گے مثلاً داڑھی اور ظاہری سنت کی وجہ سے بھی اللہ تعالیٰ رحم کا معاملہ فرمائے گا کہ اس نے شکل وصورت میرے محبوب کی بنائی ہے اس لئے اس پر رحم کیا جائے گا اور معاف فرما دیا جائے گا۔ الحمدللہ

تیرے محبوب کی یا رب شباہت لے کر آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کر آیا ہوں

اللہ والوں کی مقناطیسیت:

ارشاد فرمایا کہ، اللہ تعالیٰ نے اللہ والوں میں مقناطیسیت رکھ دی ہے، اللہ تعالیٰ نے اللہ والوں میں رعب رکھ دیا ہے۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ کسی شہر میں گئے تو ایک بھی جاننے والا نہ تھا دو چار گھنٹے وہاں گزارے اور ایک مجمع ہے کہ رخصت کرنے کے لئے آیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی ہیں جو لوگوں کے دلوں کو مائل کرتے ہیں۔ اللہ والوں کے اچھے کریکٹر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دیتے ہیں۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (بے شک جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور اچھے عمل کرتے ہیں رحمان لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دیں گے)۔

اللہ والوں کے پاس اللہ کی محبت کی مقناطیسیت ہوتی ہے اس لئے لوگ ان کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں۔

نہ تخت و تاج میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

مجلس 5

آداب شیخ

حالات اچھے ہوں یا برے شیخ کو ضرور بتائے:

ارشاد فرمایا، آداب شیخ میں سے یہ ادب بھی ہے کہ مرید اپنی پوری کی پوری کیفیت اپنے پیر کے سامنے کھول دے۔ حالات اچھے ہوں یا برے سب کے سب پیر کے سامنے کھول دے۔ شیخ اچھے حالات میں کمی بیشی کی اصلاح کر دیں گے اور برے حالات کی بہتری کی دعا کرتے رہیں گے۔ بعض مرید شرماتے ہوئے یا ڈرتے ہوئے برے حالات پیر کے سامنے نہیں کھولتے ہیں حالانکہ چاہئے تو یہ کہ اچھے حالات بتائیں یا نہ بتائیں برے حالات ضرور بتائیں تاکہ پیر صاحب اس کے لئے دعا کریں اور نصیحت کی ضرورت ہو تو نصیحت کر دیں گے اور جہاں اصلاح کی ضرورت ہوئی اصلاح بھی کریں گے۔

خدمت شیخ کی برکات:

ارشاد فرمایا، جو مرید پیر کی خدمت کرتے ہیں تو پیر اس کو بہانہ بنا کر دعا کرتے ہیں۔ اس لئے پیر کی خدمت میں سراسر فائدہ ہی فائدہ ہے۔ حضور ﷺ کے زمانے میں تین عبداللہ نامی صحابہؓ بہت خدمت کرتے تھے ایک عبداللہ بن

عباسؓ، دوسرے عبداللہ بن مسعودؓ اور تیسرے عبداللہ بن عمرؓ۔ نبی اکرم ﷺ ان تینوں کے لئے تہجد میں نام لے کر دعا مانگتے یہ تینوں اپنے زمانے میں امام بنے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ امام المفسرین، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ امام الفقہاء اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ امام المحدثین بنے۔ یہ سب خدمت کی برکات تھیں۔

اچھے برے حالات تفصیلاً بتائے:

ارشاد فرمایا، مرید اپنے خراب حالات پہلے بتائے اور تفصیلاً بتائے۔ اس طرح خط لکھتے ہوئے خراب حالات پہلے لکھے اور تفصیل سے لکھے۔ اگر مرید اپنی بات کو مکمل کہے گا تو شیخ اس کے لئے دعا کرے گا۔ آخر شیخ کی دعائیں کچھ اثر رکھتی ہیں یا نہیں؟

اگر پولیس والے مجرم کا چہرہ دیکھ کر اندازہ لگا لیتے ہیں اور چور پکڑ لیتے ہیں تو کیا پیر اندازہ نہیں لگا سکتا۔ پیر مرید کی باتوں اور چہرے سے اندازہ لگا سکتا ہے کیونکہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنْ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰه (مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے) لیکن ادب یہی ہے کہ مرید اپنے حالات خود بتائے۔ تفصیلاً حالات سامنے ہوں گے تو پیر اصلاح کرے گا، طلب ہوگی تو توجہ بھی ہوگی۔

مَنْ طَلَبَ فَقَدْ وَجَدَ (جس نے طلب کیا اس نے پالیا)

آداب کی رعایت اشد ضروری ہے:

ارشاد فرمایا کہ، پیر کو ملتے ہوئے یا ٹیلیفون کرتے ہوئے یہ نہ کہے کہ آپ نے مجھے پہچانا یا نہیں۔ یہ ادب کے خلاف ہے۔ اس طرح پیر کی

Memory کو چیک نہ کرے بلکہ اپنا مناسب تعارف کروائے۔ کئی سالکین کو ادب کی کوئی بات بتائیں تو Mind کر جاتے ہیں۔ اصلاح اور تاکید کے لئے ذرا غصہ سے بتائیں تو منہ بنا لیتے ہیں۔ ایسا کرنا سراسر ادب کے خلاف ہے جو مرید آداب کی رعایت کئے بغیر اپنی اصلاح کروانا چاہے اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو کسی کے پاس گیا اور جسم پر شیر بنوانا چاہا۔ اس نے سوئی لگائی تو کہا کہ کیا بنانے لگیں ہیں؟ کہا کہ دُم بنانے لگا ہوں۔ اس شخص نے کہا دُم رہنے دیں۔ پھر سوئی لگائی تو پوچھا کہ اب کیا بنانے لگیں ہیں؟ کہا کہ کان بنانے لگا ہوں۔ اس نے کہا کہ کان بھی رہنے دیں۔ پھر سوئی لگائی تو پوچھا کہ اب کیا بنانے لگے ہو؟ بہت زیادہ درد ہو رہا ہے۔ بنانے والے نے کہا، شیر کا سر بنانے لگا ہوں۔ اس شخص نے کہا کہ یہ بھی رہنے دیں۔ بنانے والے نے کہا کیا ایسا بھی کوئی شیر دیکھا ہے جس کے نہ کان، نہ دُم اور نہ سر ہو؟ آداب کی مثال بھی اسی طرح ہے جو مریدین آداب کو اہمیت نہیں دیتے وہ بھی ایسی ہی اصلاح کروانا چاہتے ہیں۔ کتاب تصوف وسلوک میں آداب شیخ کا باب بار بار پڑھنا چاہئے حتیٰ کہ آداب کرنا آجائیں۔ اس طرح مرید کی اصلاح کیسے ہوگی کہ ذرا سی ڈانٹ ڈپٹ اور سختی بھی برداشت نہ کر سکے۔ یہ راستہ تو محنت و مجاہدے کا راستہ ہے، یہ راستہ تو خدمت کا راستہ ہے۔

روحانی باپ کے حقوق:

ارشاد فرمایا، حدیث کا مفہوم ہے کہ تیرا باپ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے چاہے تو اسے کھول دے، چاہے تو اسے بند کردے۔ مفہوم حدیث ہے، جس نے اپنے باپ کے چہرے پر محبت سے نظر ڈالی اسے

حج اور عمرے کا ثواب ملے گا۔ صحابہؓ نے پوچھا، ہر دفعہ کے نظر ڈالنے پر یہ اجر ملے گا؟ فرمایا ہر دفعہ بھی مل سکتا ہے، اللہ کے لئے یہ کوئی مشکل نہیں ہے۔ جس طرح باپ کے حقوق ہیں اسی طرح روحانی باپ کے بھی حقوق ہیں۔ باپ اوپر سے نیچے لانے کا ذریعہ ہے تو روحانی باپ نیچے سے اوپر لے جانے کا ذریعہ ہے، باپ جسمانی پرورش کرتا ہے جب کہ شیخ روح کی پرورش کرتا ہے۔

مرید کی ڈانٹ ڈپٹ میں حکمت:

ارشاد فرمایا، اگر شیخ کسی مرید کو ڈانٹے تو شیطان اس کے دل میں وسوسے ڈالے گا کہ بس اب پیر صاحب ناراض ہو گئے۔ شیطان مرید کو خواہ مخواہ بدگمانی کروائے گا، بدگمانی تو محرومی کی جڑ ہے۔ حالانکہ ڈانٹنے کا مطلب ناراضگی نہیں ہوتی۔ پیر کبھی خلوص چیک کرنے کے لئے بھی ڈانٹ کر کوئی بات کہتا ہے، کبھی شیخ سوچتا ہے کہ میں ایسی بات کہہ دوں گا جو تلخی والی ہوگی اور مرید شرح صدر کے ساتھ برداشت کر جائے گا تو چمک جائے گا۔ پیر اس کے لئے خلوت میں اور تہجد میں دعائیں بھی کرے گا۔ حضرت جی نے فرمایا، ہماری تو یہ حالت تھی کہ جس دن ہمارے شیخ ہمیں نہیں ڈانٹتے تھے ہمیں اپنے خلوص پر شبہ ہونے لگ جاتا تھا۔ یہ یاد رکھیں کہ پیر صاحب مرید کو کوئی ذلیل سمجھ کر نہیں ڈانٹتا بلکہ یوں سمجھتا ہے جیسے کسی حسینہ کے چہرے پر کالک لگ گئی ہو ابھی دھونے سے دور ہو جائے گی۔ مرید کو پیر اس طرح سمجھ کر ڈانٹتا ہے اور اصلاح کرتا ہے اور اس کے کریکٹر کو نکھار دیتا ہے۔ اچھا کریکٹر ہی انسانی زندگی کا طرۂ امتیاز ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

مجلس 6

دین کا کام

ادارے اہم یا شخصیات:

اسلام آباد سے لاہور روانگی کے وقت راقم الحروف بھی حاضر خدمت تھا۔ حضرت جی نے بہت ہی گراں قدر ملفوظات ارشاد فرمائے۔ اس دن علمائے کرام کا ایک وفد ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ اس موقع پر فرمایا، فیض اداروں کا نہیں شخصیات کا پھیلتا ہے۔ بعض لوگوں نے ساری زندگی جھونپڑی میں گزاری کوئی ادارہ نہیں تھا فیض صدیوں سے پھیل رہا ہے۔ حضرت شیخ علی ہجویریؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ، یہ اللہ والے چلتے پھرتے ادارے ہوتے ہیں۔ ارشاد فرمایا، بعض اداروں میں گئے جن کی عمارات بڑی عالیشان تھیں لیکن اندر کوئی نہیں تھا، چلانے والے ہاتھ نہیں تھے۔ ادارے عمارات کا نام نہیں ہیں، چلانے والے مخلص لوگوں کا نام ہیں۔

دین کا کام اور اخلاص:

حضرت جی نے علما کرام سے مخاطب ہو کر فرمایا، ہمیں تو اسی دین کے کام کرنے کی وجہ سے روزینہ ملتا ہے۔ جتنا کام کریں گے اتنا زیادہ ملے گا۔ لیکن کام وہ ہے جو اپنے کو مٹا کر کریں، شہرت، نام ونمود کی طمع نہ ہو۔ مخلص بن کر کام کرنے کی کوشش کریں۔ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ (جس نے اللہ کی خاطر عاجزی، انکساری اختیار کی اللہ اس کو بلند فرما دیتے ہیں)

آسان نسبت:

ارشاد فرمایا لوگ چاہتے تو ہیں کہ صاحب نسبت ہو جائیں لیکن اس کے لئے جو کچھ کرنا پڑتا ہے وہ کما حقہ نہیں کرتے ۔ فرمایا حصول نسبت کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ان تین باتوں کا خاص خیال رکھا جائے ۔ اپنی بھوک سے کم کھانا، گناہ سے بچنا، کسی بھی مخلوق کو تکلیف نہ دینا ۔ حضرت تھانویؒ نے بھی لکھا ہے کہ یہ تین باتیں حصول نسبت کو آسان کرتی ہیں ۔

حضرت جی نے نسبت کے بارے میں مزید ارشاد فرمایا، جیسے نجاست والے برتن میں کوئی دودھ نہیں ڈالتا اس طرح معصیت والے دل میں آسانی سے رحمت نہیں آتی ۔ دل سے غلط تصورات کے بت توڑ دو تب رحمت کی نسبت متوجہ ہوگی، یہ پتھر کے بتوں کی طرح خطرناک ہیں ۔ آپ نے طلب پیدا کرنی ہے، عاجزی وانکساری پیدا کرنی ہے تب اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت متوجہ ہوگی ۔

سوچنے کا انداز:

ایک سوچنے کا انداز ہے کہ میں یہ کام کروں گا اور ایک یہ انداز ہے کہ یا اللہ! مجھ سے یہ کام لے لے ۔ پھر اللہ تعالیٰ کام لے لیتا ہے اور توفیق دیتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ نیکی کی نئی نئی توفیق دیتے ہیں اور حفاظت بھی فرماتے ہیں ۔ یہ چیز مانگنے سے ملتی ہے ۔

ارشاد فرمایا، اولیاء اللہ کی نگاہ میں برکت ہو جاتی ہے، وقت میں برکت ہو جاتی ہے بلکہ ہر چیز میں برکت ہو جاتی ہے کیونکہ وہ اتباع قرآن وسنت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے محبوب بن جاتے ہیں ۔ حضرت شاہ عبدالقادرؒ نے اردو زبان میں قرآن کا ترجمہ کیا ۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے 18 سال مسجد میں اعتکاف کیا اور ترجمہ کیا ۔ 18 سال کے بعد جب ترجمہ مکمل ہوا تو باہر نکلے اور ایک کتے پر نظر پڑگئی ۔ وہ کتا جہاں جاتا باقی کتے اس کے پیچھے پیچھے چلتے اور جب بیٹھ جاتا دوسرے کتے دائرہ بنا کر اس کے گرد بیٹھ جاتے تھے ۔

مجلس 7

آخرت کی تیاری

اسلام آباد میں جناب چوہدری بشیر صاحب کے ہاں حضرت جی نے چند گراں قدر ملفوظات ارشاد فرمائے جو سالکین کے استفادہ کے لئے پیش خدمت ہیں۔

آخرت کے امتحان کی تیاری:

حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا کہ یہاں کے غم دل کو لگانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہاں کے غم بھی عارضی ہیں، یہاں کی خوشیاں بھی عارضی ہیں۔ جیسے کوئی عقلمند انسان پل پر گھر نہیں بناتا اسی طرح مومن دنیا سے دل نہیں لگاتا۔ یہاں کوئی انسان مستقل نہیں رہے گا ہم یہاں امتحان کی حالت میں ہیں اس لئے ہمیں یہاں امتحان والوں کی طرح ہی رہنا چاہئے تاکہ آخرت کی صحیح تیاری ہو سکے۔

حساب کتاب:

ارشاد فرمایا کہ، قیامت والے دن انسان پر چار گواہ بنا دیئے جائیں گے۔ گناہ کی نیت سے جتنے قدم زمین پر چلا زمین کے وہ ٹکڑے اس کے خلاف

گواہی دیں گے۔ قرآن عظیم الشان میں انسان کے حساب کتاب کے متعلق فرمایا سنفرغ لکم ایھا الثقلان (اے جنوں اور انسانو! ہم تمہارے لئے عنقریب فارغ ہو جائیں گے)۔ جب نامہ اعمال سامنے آئے گا پھر پتہ چلے گا کہ کیا کرتے رہے اور کیا کرنا چاہئے تھا اقراء کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا پڑھ اپنا نامہ اعمال آج تو خود اپنا حساب لینے کے لئے کافی ہے۔

آخرت کی تیاری:

آج وقت ہے نیکی کرنے کا اور آخرت کی تیاری کرنے کا لیکن ہم آج کل، آج کل کرتے کرتے وقت گزار دیتے ہیں۔ عقلمند وہ ہے جو آج دنیا میں زیادہ سے زیادہ نیکی کرے۔ دنیا میں آج ہم اپنے گناہوں کو بخشوا لیں ورنہ کل قیامت کے دن سزا ملنے کے بعد معافی ہو گی۔ اس دن ظالم گناہگار افسوس کریں گے بلکہ افسوس کی وجہ سے اپنے ہاتھوں کو کاٹیں گے یوم یعض الظالم علی یدیہ (جس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹیں گے)۔

وضو کی برکات:

اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان رکھیں۔ اس کے لئے باوضو رہنے سے بہت مدد ملتی ہے۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ جنہوں نے زندگی کا زیادہ وقت باوضو گزار دیا۔ وضو سے روزی میں برکت پیدا ہوتی ہے، باوضو رہنے سے پاکیزگی نصیب ہوتی ہے، زندگی میں پاکیزہ اثرات پیدا ہوتے ہیں، باوضو رہنے سے عزت بھی ملتی ہے، باوضو رہنا بڑی نعمت ہے بلکہ یہ تو نیکیوں کی کنجی ہے۔

اچھی باتیں:

حضرت جی دامت برکاتہم نے راقم الحروف کو کچھ باتیں تلقین فرمائیں اور نصیحت کی کہ جب کالج جائیں تو وقوف قلبی رکھیں اور واپسی پر استغفار کریں، دوپہر کو سوئیں تو قیلولہ کی نیت کر لیا کریں تو سنت کا ثواب بھی مل جائے گا اور تہجد میں اٹھنے کے لئے مدد ملے گی، اشراق کی بھی پابندی کریں۔

(حدیث شریف میں ہے "اے بندے! شروع دن میں دو نفل پڑھ لیا کر میں سارا دن تیرے کاموں میں تیری مدد کروں گا")

اچھا معمول:

اس عاجز کی اہلیہ صاحبہ نے عرض کیا کہ رات کو سورۃ الملک پڑھتی ہوں۔ تو فرمایا کہ بہت ہی اچھا معمول ہے۔ اہلیہ صاحبہ نے پھر عرض کیا کہ، کہیں آتی جاتی ہوں تو پھر کوئی کتاب پڑھ لیتی ہوں مگر گھر میں نہیں پڑھتی۔ حضرت جی نے فرمایا، کیا گھر میں کتابوں کا کھولنا مکروہ ہے؟

حضرت خواجہ سراج الدینؒ کے فیض کی برکات:

حضرت خواجہ سراج الدینؒ کے متعلق فرمایا کہ بڑے متبحر عالم تھے۔ 36 سال کی عمر میں وفات پائی لیکن بڑے بڑے خلفا چھوڑ گئے۔ مثلاً حضرت حسین علی واں بھچراں، حضرت خواجہ فضل علی قریشیؒ، حضرت خواجہ غلام حسنؒ۔ اللہ تعالیٰ جس سے کام لینا چاہے اس کے لئے ایسے رجال پیدا فرما دیتے ہیں جو اس کے کام کو آگے بڑھاتے ہیں۔

زبردست عقل:

ایک دفعہ حضرت جی دامت برکاتہم نے دستر خواں پر بڑے ہلکے پھلکے

انداز سے کچھ باتیں ارشاد فرمائیں کہ انسان کیا کیا نعمتیں کھاتا ہے۔ جو چیزیں ہم یہاں کھاتے ہیں یہی چیزیں دوسرے ملکوں میں بھی ہیں مگر بعض جگہ Taste مختلف ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کیا عقل دی ہے، واہ میرے مولا! ایک دفعہ فرانس میں ایک دعوت میں پوری گائے انہوں نے روسٹ کر کے لٹکا دی کہ جس کو جو چیز اس کی پسند ہے وہ کھاؤ۔ ایک دوست نے حضرت جی کو امرود کاٹ کر دینا چاہا اور اس کا بیج نکالتے گئے۔ فرمایا، امرود کا بیج ہی تو قبض کشا ہوتا ہے۔

اچھا مرواور اچھا مرنے دو:

مجلس کے آخر میں فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اچھا جیو اور اچھا جینے دو۔ ہم کہتے ہیں کہ اچھا مرو اور اچھا مرنے دو۔

جو دیکھی ہسٹری اس بات کا کامل یقین آیا
جسے مرنا نہیں آیا اسے جینا نہیں آیا

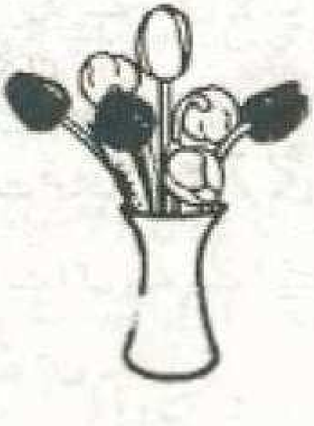

مجلس 8

محبت شیخ

خانیوال کے اجتماع کے موقع پر اسلام آباد کی جماعت کو بعد عصر ملاقات کا موقع ملا۔ چیمہ صاحب نے عرض کی حضرت جی ہم اسلام آباد میں محبت شیخ کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ کیا محبت شیخ سے روحانیت میں ترقی ہوتی ہے؟

محبت شیخ کیوں ضروری ہے؟

حضرت جی دامت برکاتہم نے فرمایا، جس شیخ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے محبت جیسی نعمت حاصل ہو اس سے محبت کرنا ضروری ہے۔ مثلاً اگر ایک درخت پر اللہ تعالیٰ تجلی ڈالے تو اس میں اور اس کے اردگرد برکت ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کے لئے درخت پر تجلی ڈالی گئی اس طرح شیخ بھی تجلیات الٰہیہ کا مورد ہوتا ہے بھلا اس میں کتنی برکت ہوگی اور اس سے کتنی محبت ہونی چاہئے؟ فرمایا، فنافی الشیخ ہونے کے لئے اپنے شیخ کو دیکھیں کیسے اٹھتا ہے، کیسے بیٹھتا ہے، کیسے بولتا ہے، حتیٰ کہ ہر معاملے میں شیخ کو دیکھیں کہ وہ کام کیسے کرتا ہے اس سے فنافی الشیخ کا مرتبہ آسانی سے نصیب ہوگا۔ کیونکہ شیخ سنت پر عمل کرتا ہے اس لئے بندے کو اس کی برکت سے فنافی الرسول اور فنافی اللہ

تک پہنچنا نصیب ہوتا ہے۔

محبت شیخ:

ارشاد فرمایا، شیخ کے ہر کام ہر بات کو نوٹ کرنا چاہئے۔ شیخ کامل کے منہ سے جو لفظ نکلے اللہ تعالیٰ اس کا بھرم رکھ لیتے ہیں۔ گمان یہ رکھنا چاہئے جو الفاظ شیخ کے منہ سے نکلیں گے اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کو پورا کر دیں گے۔ محبت شیخ بھی عجیب نعمت ہے

محبت محبت تو کہتے ہیں لیکن
محبت نہیں جس میں شدت نہیں ہے

طالب صادق:

ارشاد فرمایا، انسان طالب صادق بن کر رہے۔ ابو جہل نے بھی حضور ﷺ کو دیکھا مگر تنقیدی نظر سے دیکھا۔ جب کہ صحابہؓ نے محبت اور طلب سے دیکھا۔ اعلیٰ قسم کی محبت سے بات بنتی ہے جو راستہ ساری عمر میں طے نہیں ہوتا وہ شیخ کی توجہ سے جلدی طے ہو جاتا ہے۔ جتنی طلب ہوگی، جتنا ادب ہوگا اتنا ہی فیض ملتا جائے گا۔ جب کامل طلب ہو تو بعض مشائخ پر القا کیا گیا کہ نسبت منتقل کرو ورنہ تمہاری نسبت سلب کر لیں گے۔ اس وقت اپنے بس میں بات ہی نہیں رہتی۔ اس وقت شیخ کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ نسبت منتقل کرے۔

شیخ کی توجہ:

ارشاد فرمایا، شیخ کی توجہ تو یکساں ہوتی ہے کوئی کیسا پھول بنا کوئی کیسا پھول بنا۔ خوشبو مختلف ہے، رنگ بھی مختلف ہے۔ طلب میں کمی کی وجہ سے فرق

پڑ جاتا ہے۔

عشق کی چوٹ تو پڑتی ہے سب پر یکساں
ظرف کے فرق سے آواز بدل جاتی ہے

محبت اور رابطہ کی مضبوطی سے طلب بڑھتی ہے اس لئے شیخ سے زیادہ سے زیادہ رابطہ رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ بات تجربہ میں آئی ہے کہ جس کا رابطہ زیادہ مضبوط ہوگا وہ جلدی واصل باللہ ہو جائے گا۔

طلب حق:

ارشاد فرمایا، جس بندے میں ادب نہیں اس کا راستہ بند ہوتا ہے۔ اس لئے مشائخ اس پر کیا کر سکتے ہیں۔ محبت، ادب اور طلب لے کر بیٹھیں پھر دیکھیں فیض کیسے آتا ہے۔ مَنْ طَلَبَ فَقَدْ وَجَدَ (جس نے طلب کیا سو اس نے پالیا) طلب پختہ ہو اور جلد باز نہ بنے تو انشاء اللہ کامیاب ہوگا۔

واقعہ طلب:

ارشاد فرمایا، حضرت امیر خسروؒ کو اپنے شیخ حضرت نظام الدین اولیا سے بڑی محبت تھی۔ پہلی مرتبہ جب اپنے شیخ سے ملنے گئے تو باہر سے حضرت شیخ کو گھر میں دو شعر لکھ کر بھیجے۔

تو آں شاہی کہ بر ایوان قصرت
کبوتر گر نشیند باز گردد
غریبے مستمندے بر در آمد
بیاید اندروں یا باز گردد

(آپ وہ بادشاہ ہیں کہ اگر آپ کے محل پر کبوتر آ بیٹھے تو وہ بھی باز بن جائے، ایک غریب محتاج آپ کے در پر آیا ہے وہ اندر آ جائے یا واپس لوٹ جائے)۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاؒ نے کاغذ پر جواباً دو شعر لکھ کر بھیجے۔

بیاید آندرون مرد حقیقت
کہ با مائے یک نفس ہمراز گردو
اگر ابلہ بود این مرد و نادان
آزاں راہے کہ آمد باز گردو

(مرد حقیقت کو چاہئے کہ اندر آ جائے تا کہ تھوڑی دیر کے لئے میرا ہمراز بن جائے اگر یہ آدمی بیوقوف اور نادان ہے تو جس راستے سے آیا ہے اسی راستے سے واپس لوٹ جائے)

اس کے بعد امیر خسروؒ ساری زندگی کے لئے اپنے شیخ کے غلام بن گئے۔

واقعہ محبت:

ارشاد فرمایا ایک دفعہ حضرتؒ نے امیر خسروؒ کو کسی کام سے بھیجا۔ وہاں سے بڑے مال و دولت کے ساتھ آ رہے تھے کسی سرائے میں واپسی پر ایک آدمی سے ملاقات ہوگئی۔ باتوں ہی باتوں سے پتہ چلا کہ وہ آدمی حضرت نظام الدینؒ کی خانقاہ سے آیا ہے اور ہدیہ میں حضرت نظام الدینؒ اولیا کے جوتے ہیں۔ حضرت امیر خسروؒ نے وہ سارا مال و دولت دے کر وہ جوتے لے لئے اور سر پر رکھ کر شیخ کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت کو رحم آیا اور سینے سے لگایا اور کام کر دیا اور روحانی منازل طے کروا دیں۔ طلب صادق ہو تو آج بھی

کام بن جاتا ہے۔

طلب صادق نہ ہو تو پھر کیا شکوہ ساقی

اقسام نسبت:

محبت شیخ کے ضمن میں فرمایا نسبت چار طرح کی ہوتی ہے جس سے طلبگار فیض یاب ہوتے ہیں۔

1 نسبت انعکاسی:

نسبت انعکاسی یہ ہے کہ مرید شیخ کی خدمت وصحبت میں آداب کا خیال رکھتے ہوئے رہے تو شیخ کی کیفیات کا عکس مرید پر پڑتا ہے۔ اس کی مثال تنور کی طرح ہے کہ پاس بیٹھیں گے تو گرمی محسوس ہوگی اور اگر دور ہٹ جائیں گے تو کم ہو جائے گی۔ اگر بہت عرصہ شیخ کی صحبت میں رہے گا تو شیخ کی کیفیات وواردات کا عکس مرید پر ثبت ہوتا چلا جائے گا جیسے تصویر کیمیکل میں رکھی جاتی ہے تو پک جاتی ہے۔ یہ نسبت انعکاسی کہلاتی ہے۔

2 نسبت القائی:

مرید دل کی کثرت ذکر سے صفائی کر کے آئے مثلاً جیسے کوئی آدمی اپنے چراغ کے تیل بتی وغیرہ کو درست کر کے لائے تو شیخ آگ لگا دے۔ اب شیخ کی صحبت سے جانے کے بعد بھی روشنی ساتھ ہوتی ہے۔ لیکن اس کو بھی خطرات ہوتے ہیں اس لئے مسلسل ذکر کرنا ضروری ہے۔ اس نسبت کو قائم رکھنے کے لئے دو باتوں کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ (1) ذکر واذکار کی پابندی کرتا رہے (2) تقویٰ کا اہتمام کرتا رہے۔

③ نسبت اصلاحی:

مرید کو ڈانٹ ڈپٹ کے ذریعے اصلاح کرنے کے بعد جو نسبت ملتی ہے وہ نسبت اصلاحی کہلاتی ہے۔ شیخ جوں جوں اصلاح کرتا رہتا ہے یہ نسبت پکی ہوتی رہتی ہے۔ مثلاً حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے پوتے اپنے دادا کے ایک خلیفہ کے پاس گئے۔ حضرتؒ نے پیر کے پوتے ہونے کی نسبت کی وجہ سے بڑی آؤ بھگت کی۔ کچھ دنوں بعد انہوں نے کہا مجھے تو دادی جان نے وہ نعمت لینے کے لئے بھیجا ہے جو کہ آپ کو میرے دادا سے ملی تھی۔ حضرتؒ نے فرمایا اچھا اگر یہ بات ہے تو پھر اصطبل میں جا اور گھوڑوں کی خدمت انجام دے۔ تقریباً دو تین سال یہ خدمت انجام دی، مجاہدات کیے۔ ایک دن حضرتؒ انہیں شکار کھیلنے کے لئے لے گئے، کتے انہیں پکڑا دیئے اور فرمایا کہ چھوڑنے نہیں ہیں۔ انہوں نے کمر سے کتوں کے رسے باندھ لئے۔ کتوں نے جب شکار دیکھا تو زور مارا اور انہیں گھسیٹنے لگے، اسی دوران حضرت گنگوہیؒ کے پوتے پر تجلیات خاصہ پڑیں، بڑا مزہ آیا۔ ادھر سے حضرت گنگوہیؒ کے خلیفہ کو حضرت گنگوہیؒ کی روحانی زیارت نصیب ہوئی اور فرمایا کہ ہم نے تو اتنی محنت آپ سے نہیں کروائی تھی۔ بس حضرتؒ نے نوجوان کو سینے سے لگایا اور نعمت منتقل کر دی۔ ان بزرگوں نے اپنے مشائخ کی اتنی خدمت کی اور اتنے مجاہدات کیے تب کام ہوا۔ اس طرح ڈانٹ ڈپٹ اور امتحانات کے بعد جو نسبت ملے وہ نسبت اصلاحی کہلاتی ہے۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے ایک دن حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو روٹی پر تھوڑا سا سالن رکھ کر دیا اور کہا کہ دستر خوان کے کونے میں بیٹھ کر کھالو لیکن دل تو چاہتا تھا تجھے جوتوں میں بٹھا دیتا اور چہرے کی طرف

بھی دیکھا کہ کوئی تغیر تو نہیں آیا۔ حضرت گنگوہیؒ نے عرض کی، حضرت! حقیقت یہ ہے کہ میں جوتوں کی جگہ بٹھانے کے قابل ہوں۔ فرمایا، الحمدللہ ذکر کے اثرات ہونے شروع ہو گئے ہیں اور کچھ دنوں کے بعد خلافت سے نوازا اور روانہ کر دیا۔ اس طرح ڈانٹ ڈپٹ اور اصلاح کے بعد جو نسبت ملے اسے نسبت اصلاحی کہتے ہیں۔

4 نسبت اتحادی:

مرید شیخ کی اتنی خدمت کرے کہ شیخ بالکل خوش ہو جائے اور رہو بھی رحمت کا لمحہ تو منٹوں میں شیخ جیسی کیفیات حاصل ہو جاتی ہیں اور یہ نسبت اتحادی کہلاتی ہے۔

ایک دفعہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی خانقاہ میں سخت بارش کے موسم میں مہمان تشریف لائے۔ ایک نانبائی روٹی وغیرہ کے ساتھ حضرت خواجہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت خوش ہوئے اور فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے؟ عرض کی کہ، اپنے جیسا بنا لیں۔ فرمایا، کوئی اور چیز مانگو۔ عرض کی، بناتا ہے تو اپنے جیسا بنا لیں ورنہ اور کچھ نہیں چاہیے۔ بس حضرتؒ نے توجہ ڈالی اور نسبت اتحادی منتقل کر دی۔ دونوں کو دیکھا گیا کوئی فرق نہیں تھا مگر نانبائی اتنی زیادہ تجلیات کو برداشت نہ کر سکا اور کچھ دنوں بعد وفات پا گیا۔ یہ معاملہ شاذ و نادر ہی ہوتا ہے

شیخ سے فیضیاب ہونے کا آسان طریقہ:

مجلس کے آخر پر ارشاد فرمایا دل سے سچی توبہ کر کے شیخ کے پاس آتے ہی نہیں۔ مثلاً برتن میں گندگی ہو تو کوئی اس میں دودھ نہیں ڈالے گا تو بھلا گند سے دل میں شیخ اپنا فیض کیسے ڈالے گا۔ خواہ لاکھ منتیں کریں۔ پہلے سچی توبہ کرو پھر دیکھو فیض کیسے امنڈ کر آتا ہے۔

مجلس 9

معمولات کی تاکید

یہ فقیر حضرت جی دامت برکاتہم کی صحبت بابرکات میں کراچی حاضر ہوا تو جماعت کو معمولات کی پابندی کی تاکید فرمائی خصوصا اس مجلس میں درود شریف کی پابندی کے متعلق انمول باتیں ارشاد فرمائیں جو کہ افادہ عام کی خاطر پیش خدمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خلوص کے ساتھ عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

ایک سوال کا جواب دو:

▪ ارشاد فرمایا، اگر کل روز قیامت حضور ﷺ نے ہم سے پوچھ لیا کہ کیا چوبیس گھنٹے میں تمہیں سات منٹ بھی مجھ پر درود پڑھنے کے لئے نہیں ملے، تو سوچو کیا جواب دو گے؟ لوگوں کی معمولات کی پابندی اور استقامت کا ذکر کرتے ہوئے ایک انکم ٹیکس آفیسر کا حال سنایا جو کہ حضرت والا کے ہاتھ پر سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہوا تھا۔ فرمایا کہ اس کی پونے چار سال میں تہجد کی نماز بھی قضا نہیں ہوئی۔ اگر آج یہ لوگ اتنی پابندی کر سکتے ہیں تو ہم کیوں نہیں کر سکتے؟

کردار کے غازی:

ارشاد فرمایا قال اتنا ہونا چاہیے جتنی بدن میں زبان ہے اور عمل اتنا ہو

جتنا بقیہ جسم ہے۔ گویا بات چیت کم ہو اور اعمال زیادہ ہوں۔ ہم کردار کے غازی بنیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کردار کے غازی پسند ہیں۔ انگریزی کا مقولہ ہے

If wealth is lost nothing is lost.

If health is lost something is lost.

If character is lost every thing is lost.

اگر دولت ضائع ہوگئی تو کچھ ضائع نہیں ہوا، اگر صحت ضائع ہوگئی تو کچھ نقصان ہوا اور اگر کردار ضائع ہوگیا تو ہر چیز ضائع ہوگئی۔

عجیب بہانہ:

ارشاد فرمایا، کراچی میں اکثر احباب سے معمولات کے متعلق پوچھا ہے لیکن بہانہ ہے کہ فرصت نہیں ملتی۔ پھر ایک بادشاہ کا واقعہ سنایا کہ وہ ہر روز پانچ ہزار دفعہ بارگاہ رسالت میں درود شریف کا ہدیہ بھیجتا تھا۔ ایک رات کسی وجہ سے ناغہ ہوگیا تو ایک بزرگ کے خواب میں حضور ﷺ نے اس کا تذکرہ کیا اور فرمایا کہ آج اس کا تحفہ نہیں پہنچا۔ جب بادشاہ اتنی مصروفیت کے باوجود پانچ ہزار دفعہ درود شریف کا تحفہ بھیج سکتا ہے تو کیا ہم دو سو دفعہ بھی حضور ﷺ کو درود شریف کا تحفہ نہیں بھیج سکتے؟

ہماری عجیب حالت:

ہماری حالت یہ ہے کہ ایک اجنبی آدمی کے پاس راستہ میں دس منٹ کھڑے ہو کر باتیں کرتے رہتے ہیں لیکن نبی ﷺ پر درود بھیجنے کے لئے ٹائم نہیں ہے۔ مگر اس پر افسوس ہے کہ ہمیں غم بھی نہیں کہ ہم کتنا بڑا ظلم کر رہے

ہیں۔ عہد کرو کہ معمولات کی پابندی کھانے پینے پر مقدم رکھیں گے خصوصاً درود شریف کا ناغہ نہیں ہوگا۔ سوچیں اگر ہمیں دس منٹ موت سے پہلے دیئے جائیں تو درود شریف پڑھیں گے یا کھانا کھائیں گے؟ یہ باتیں اس لئے کی ہیں کہ ہمیں درود شریف کی اہمیت کا پتہ چل جائے۔ اس بات کے کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم درود شریف اور معمولات کو اپنے کھانے پینے سے اہم ضرورت سمجھنے لگ جائیں۔ ارشاد فرمایا کہ ایسے آدمیوں کو جانتا ہوں جو قضا معمولات کو چھٹی کے دن پورا کر لیتے تھے۔ پھر اپنے معمولات کی پابندی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ امتحانات میں مصروفیت کی وجہ سے مراقبے قضا ہو گئے تو امتحان کے بعد 54 گھنٹے کے مراقبے مکمل کیے۔

معمولات اور جرم:

ارشاد فرمایا کہ دنیا جہاں کے کاموں کے لئے فرصت ہے لیکن معمولات کے لئے فرصت نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ہم معمولات چھوڑنے کو جرم نہیں سمجھتے۔ مصروفیت کی وجہ سے نہیں کر سکے اس بہانہ کو کافی سمجھ لیتے ہیں اور مطمئن ہو جاتے ہیں حالانکہ یہ بہانہ کافی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بندے کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (میں نے جنوں اور انسانوں کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے) تصور کریں کیا ہم اللہ تعالیٰ کو یہ حیلے بہانے بنا کر مطمئن کر سکیں گے۔

ندامت وشرمندگی:

استغفار شرمندگی کے ساتھ پڑھیں، ندامت سے گرے ہوئے آنسو

موتیوں کے ہار بنا دیئے جائیں گے۔ جنہیں عبادت نہ ہونے کا غم ہو یہ بھی بڑی نعمت ہے۔ بندے کی ندامت و شرمندگی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

موتی سمجھ کر شانِ کریمی نے چن لئے
قطرے جو تھے مرے عرقِ انفعال کے

اللہ تعالیٰ کی رضا کی علامت:

جو عقل پر چلے وہ فرزانہ ہے اور جو عشق پر چلے وہ دیوانہ ہے جسے ذکر محبوب کے بغیر چین نہ آئے یہ دیوانگی ہے۔ ہر چیز کی ایک علامت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کی بھی علامت ہے وہ یہ ہے کہ بندے کو عبادت کا شوق عطا کر دیا جاتا ہے۔

شوق مری لے میں ہے شوق میری نے میں ہے
نغمہ اللہ ہو میرے رگ و پے میں ہے

اللہ کے نام سے محبت:

اگر چھوٹا بچہ گر رہا ہو تو باپ اسے سنبھال لیتا ہے۔ اس طرح بغیر تشبیہ یہ عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ارادہ کرنے والے کو اللہ سنبھال لیتا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے پاس بکریوں کا ریوڑ تھا۔ ایک فرشتہ آیا اور اس نے اللہ تعالیٰ کا نام بڑے مزے سے حضرت ابراہیمؑ کے سامنے لیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا، پھر اللہ کا نام لو۔ اس نے کہا کہ اس کی قیمت لگتی ہے۔ پوچھا کیا قیمت ہے؟ کہا، آدھا ریوڑ ہے۔ آدھا ریوڑ دے دیا اور دوبارہ اللہ تعالیٰ کا نام لیا تو بقیہ آدھا ریوڑ بھی دے دیا۔ پھر عرض کی کہ

پھر اللہ کا نام لیں۔ فرشتہ جو انسانی شکل میں تھا اس نے کہا اب کیا دو گے؟! اب آپ کے پاس کیا ہے؟ فرمایا، کہ تمہیں اس ریوڑ کے چرانے کے لئے چرواہے کی ضرورت ہوگی مجھے رکھ لینا۔ آپ میرے لئے اللہ کا نام لیتے رہیں میں آپ کی بکریاں چراتا رہوں گا۔

؎ خدا کے نام پہ بک جا خدا کے نام پہ مٹ جا
یہ اک ایسی تجارت ہے کہ جس کو بے خطر پایا

اللہ کی محبت کیسے حاصل ہوگی:

اگر محبت الٰہی کی تڑپ ہو، عشق ہو تو پھر معمولات بوجھ محسوس نہیں ہوتے بلکہ مزہ آتا ہے۔ یہ چیزیں شیخ کی صحبت میں ادب اور طلب کے ساتھ بیٹھنے سے حاصل ہوتی ہیں۔ شیخ تو ہر مرید پر توجہات ڈالتا ہی رہتا ہے مگر مرید کی طلب اور محبت کی کمی بیشی سے فرق پڑ جاتا ہے۔

؎ مالی دا کم پانی دینا تے بھر بھر مشکاں پاوے
مالک دا کم پھل پھل لانا لاوے یا نہ لاوے

اچھا گمان رکھنا چاہیے:

آخرت میں ایک آدمی کو لایا جائے گا اسے اس کے گناہ گنائے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو نے حسن ظن رکھا اس لئے تجھے معاف کر دیا گیا۔ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ (میں بندے کے گمان کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں)۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت و معرفت بن مانگے نہیں ملتی بلکہ طلب پر ملتی ہے۔ بادشاہی بن مانگے مل جاتی ہے لیکن معرفت بن مانگے نہیں ملتی۔

مدت مدید تک ہر وقت سوتے جاگتے پہلا اور آخری خیال اللہ کی محبت کا ہو تب کہیں جا کر بات بنتی ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ سے دعائیں اور آرزوئیں کرتا رہے۔

عطا اسلاف کا جذب دروں کر
شریک زمرۂ لایحزنون کر
خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں
مرے مولا مجھے صاحب جنوں کر

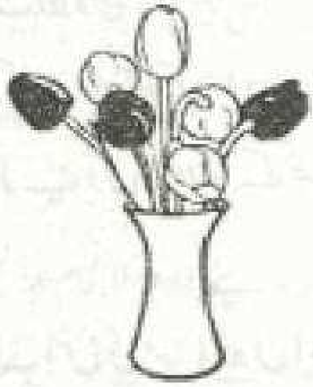

مجلس 10

انتہائی اہم ملفوظات

1. جب تو اپنی قدر اللہ کے نزدیک معلوم کرنا چاہے تو یہ دیکھ کہ اس نے تجھے کس کام میں لگا رکھا ہے۔
2. جو شخص اعمال صالحہ کے بغیر قبر میں چلا گیا ایسے ہی ہے جیسے اس نے سفینہ کے بغیر سمندر میں چھلانگ لگا دی۔
3. آج کل کی لڑکیاں گھر کی جھاڑ پھونک اور صفائی میں روزانہ گھنٹہ لگا دیتی ہیں کاش استغفار کے ذریعے دل (اللہ کے گھر) کی صفائی میں چند منٹ لگا لیا کرتیں۔
4. جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی مہربانیوں اور احسانات سے متوجہ نہ ہو تو وہ آزمائشوں کی زنجیروں میں اس کی طرف کھینچا جاتا ہے۔
5. تصوف وسلوک میں دو باتیں بہت اہم ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ مرید کے دل میں طلب وشوق اس قدر ہو کہ وہ اپنے آپ کو پیر کے سپرد کر دے۔ مرید کے دل میں شیخ کی محبت وعقیدت جتنی زیادہ ہو گی اتنا قرب الی اللہ کا راستہ جلدی طے ہو گا۔ دوسری بات یہ کہ شیخ کی طرف سے توجہات وعنایات کی بارش ہو جب یہ دونوں اکٹھی ہو جائیں تو وصول الی اللہ کا راستہ کھل جاتا ہے۔

6 اگر کوئی مالک ایک باغ لگائے تو اسے ہر ہر پھول بوٹے کی کتنی قدر ہوتی ہے۔ اس کا جی چاہتا ہے کہ یہ گلشن سدا آباد رہے۔ اسی طرح فقیر نے جن لوگوں کو اللہ اللہ سکھایا ہے وہ بھی پھول بوٹے ہیں

جگر کا خون دے دے کر یہ بوٹے میں نے پالے ہیں

7 خوش قسمتی محنت کی اولاد ہے۔ محنت ہمارے ہاتھ میں ہے اور نصیب اللہ کے ہاتھ میں۔ ہمیں اسی سے کام لینا چاہئے جو ہمارے اختیار میں ہے۔

8 بے کار انسان مردے سے بھی بدتر ہے کیوں کہ مردہ کم جگہ گھیرتا ہے۔

9 یہ عجیب بات ہے کہ انسان کو اس وقت اپنی زندگی کی قدر و قیمت کا احساس ہوتا ہے جس وقت یہ آدھی سے زیادہ گزر چکی ہوتی ہے۔

10 یاد رکھنا کہ شیطان نے ایک سجدے کا انکار کیا تھا تو راندۂ درگاہ بن گیا جب کہ بے نمازی ہر دن میں بہتر (72) سجدوں کا انکار کرتا ہے۔

11 جس طرح چراغ جلے بغیر روشنی نہیں دیتا علم بھی عمل کیے بغیر فائدہ نہیں دیتا۔

12 کوئی بھی عالم دین اس وقت تک حامل دین نہیں بن سکتا جب تک عامل دین نہ بنے۔

13 اتباع سنت کو ہر معاملہ میں اپنے اوپر لازم جانیں۔ جیسے کوئی بیوی میک اپ کر کے خاوند کی نظر میں جاذب بننے کی کوشش کرتی ہے ایسے ہی سالک اتباع سنت کے ذریعہ محبوب حقیقی کی بارگاہ میں قبولیت کا طالب ہوتا ہے۔

14 جسے خورد و نوش کا چسکا ہے وہ حیوان ہے، جسے پڑے رہنے کی عادت ہے وہ بے جان ہے اور جسے محنت کی عادت ہے وہ صحیح انسان ہے۔

15 مرید کی ساری ترقی کا دار و مدار شیخ کے ساتھ محبت، خلوص اور رابطہ پر ہوتا ہے یہ چیز مشاہدہ میں آئی ہے کہ جس کا شیخ کے ساتھ زیادہ کامل رابطہ ہوتا ہے وہ آگے نکل جاتا ہے اور تھوڑا ذکر کرنے سے بھی واصل باللہ ہو جاتا ہے۔